سبق نمبر13: کیا واقعی دنیا گول ہے

(خلاصہ)

خلاصہ جات: اُردو لازمی سالِ اول

ترتیب و تالیف: کاشف بشیر کاشفؔ (ایم۔فل اُردو)

0333-6912300

اشارات

1۔ دنیا کی گولائی اور لڑکے کا قصہ

2۔ پیر تسمہ پا سے مڈ بھیڑ اور حاتم طائی

3۔ قیام کی راحتیں اور قیام نامہ

4۔ اجنبی دیسوں اور سفر کی پریشانیاں

5۔ ڈاکٹری کی ڈگری اور خود ساختہ کنونیشن

6۔ اہل وطن سے گزارش

مصنف کا نام: ابن انشاء

خلاصہ

ہم دھرتی کا گز بنے دنیا گھوم آئے مگر ہمیں تو ہر چیز چپٹی ہی نظر آئی۔ دنیا سے زیادہ تو ہم خود گول ہیں کہ پیکنگ سے لڑھکتے ہوئے پیرس، کوپن ہیگن اور کولمبو سے ہو کر جاکرتاپ ہنچ گئے۔ ہوئے۔ دنیا کی گولائی پر اصرار کرنے والے کہتے ہیں کہ مشرق سے مغرب کی طرف چکر کاٹو تو پھر اپنے تھان پر آپہنچو گے۔ لیکن ہمیں اس میں ہمیشہ نیچے گرنے کا خطرہ نظر آیا۔ اس لڑکے کا قصہ آپ نے سنا ہو گا کہ آدھ سیر تیل لینے کے لیے کٹورا لے کر گیا تھا۔ کٹورا بھر گیا تو دکاندار نے کہا کہ باقی کس چیز میں ڈالوں۔ لڑکے نے کٹورا الٹا کر کے کہا، پیندے کے حلقے میں ڈال دو۔ پیندا اوپر کر کے گھر گیا تو ماں نے پوچھا بیٹا اتنا سا تیل لائے ہو؟ اس دانشمند نے اُسے بھی الٹا کر کہا ادھر بھی تو ہے۔ اس چکر میں ہم سوچتے ہیں کہ کہیں مشرق و مغرب سے ہاتھ دھو کر سند باد کی طرح کسی نادیدہ جزیرے میں نہ جانکلیں جہاں کسی پیر تسمہ پا سے سامنا ہو جائے۔ تاہم اب تو ہم دنیا کے گول ہونے کا ثبوت لینے کو چل دیے جیسے حاتم طائی منیر شامی کی محبوبہ کی فرمائش پر انڈے کے برابر موتی اور کوہ ندا کی تلاش میں نکل گیا تھا۔ کراچی، ڈھاکا اور بنکاک سے ہوتے ہوئے ہم دم تحریر سنگاپور میں ہیں۔ اس مضمون کی اشاعت تک نجانے ہم کہاں ہوں گے۔ ہمیں ان لوگوں پر رشک آتا ہے جو اپنے گھر سے کبھی باہر نہیں نکلے۔ گوجرانوالہ تک گئے بھی تو فوراً گھر لوٹ آئے۔ جو مزا اور تھرل کے ململ کا کرتا پہن کر آرام سے داستان امیر حمزہ پڑھنے اور لمبی تان کر سونے میں ہے وہ مارے

مارے پھرنے میں کہاں ؟نہ پاسپورٹ کی فکرنہ ویزے اور ٹکٹ کے جھنجٹ ۔ہمیں قیام کا تجربہ ہو تو ایسا زبردست قیام نامہ لکھیں کہ لوگ حریفوں کے سفرناموں کو بھول جائیں۔دوستو! کبھی سفر کا ارادہ نہ کرنا۔اجنبی دیسوں میں کئی خطرات ہوتے ہیں۔ ٹیکسی والے ہیں، چوراچکے ہیں، سامان لوٹنے والے صبر وقرار لوٹنے والے وغیرہ۔وہاں تو اپنے ناز نخرے بھی خود ہی اٹھانے پڑتے ہیں۔ کراچی یونیورسٹی والوں نے ہمیں ڈاکٹر کی ڈگری نہ دی تو کیا ہوا ہم ڈاکٹر ہو ہی گئے۔ یہاں کے لوگوں کا ہمیں ڈاکٹر کہتے ہوئے منہ سوکھتا ہے۔ہم بھی اپنے دستخط کرتے ہوئے اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر لکھنا نہیں بھولتے۔ہم جس قافلہ سخت جاں میں سفر کررہے ہیں،ان میں ترک ،ایرانی اور پاکستانی ہیں جن میں کم وبیش سب ہی ڈاکٹر ہیں۔ مسئلہ صرف ہمارا اور وجیہہ ہاشمی کا ہے لہٰذا خفت سے بچنے کے لیے ہم دونوں نے ایک کونوکیشن میں ایک دوسرے کو ڈاکٹر کی اعزازی ڈگری پیش کرکے ڈاکٹری کا لقب پالیا۔ اب ہم میڈیکل ڈاکٹروں کے سامنے علم وادب اور ادب وفلسفہ کے ڈاکٹروں کے سامنے میڈیکل ڈاکٹر ہونے کا عذر کرتے ہیں۔ایک بزرگ نے دونوں طرح کے سوالات شروع کردیے تو ہمیں ہومیو پیتھی کے فضائل بیان کرنا پڑے۔ایک بار تو دانتوں کا ڈکٹر بھی بننا پڑا۔ ہم اہل وطن سے گزارش کرتے ہیں کہ جب ہم پاکستان لوٹیں تو ہمیں باقاعدہ ڈاکٹر کہہ کر بلایا جائے۔جب غیروں نے قبول کرلیا ہے تو ہم وطنوں کو اس پر ہرگز اعتراض نہ ہونا چاہیے۔